ولایت فقیہ کے اہم مراحل۔ایک اجمالی تجزیہ

زہرابانو حسینی

آج سے صرف چند دہائیوں پہلے تک ”ولایت فقیہ“ کا موضوع نہ صرف اسلام کے مسلمات میں بلکہ بدیہیات میں شمار ہوتا تھا۔ چنانچہ رہبر عظیم انقلاب اسلامی حضرت امام خمینیؒ نے ولایت فقیہ کے موضوع پر اپنے دروس کے آغاز میں ہی بتادیا تھا کہ ” ولایت فقیہ از موضوعاتی است کہ تصور آنہا موجب تصدیق می شود وچندان بہ برہان نیاز نداد“ یعنی ولایت فقیہ ان موضوعات میں سے ہے جن کا تصور ہی ان کی تصدیق کا سبب بنتا ہے اور اس پر دلیل دینے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ۱ مگر مغرب کے منفی پروپگنڈے، مسلمان عوام کی ناسمجھی اور علماء کی جانب سے اس موضوع کی وضاحت میں کوتاہی نے اسے مسئلہ بنادیا۔خود امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”اینکہ امروز بہ ولایت فقیہ چندان توجہی نمی شود واحتیاج
بہ استدلال پیداکردہ ، علتش اوضاع اجتماعی مسلمانان
عموماً وحوزہ ہای علیہ خصوصاً می باشد“

یعنی یہ جو آج ولایت فقیہ پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی اور آج اس پر دلیل پیش کرنے کی ضرورت پیدا ہوگئی ہے، اس کی عام وجہ مسلمانوں کی سماجی حالت اور خاص وجہ ہیں ۲

امام خمینیؒ کے مذکورہ بیانات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہاں ولایت فقیہ کے موضوع کو اس طرح پیش کررہے ہیں جس سے یہ ثابت ہوجائے گا کہ یہ موضوع واضح ہے اور اس میں کوئی پیچ وخم نہیں ہے۔

لفظی طور پر دیکھا جائے تو ”ولایت فقیہ“ دو لفظوں سے مل کر بنا ہے۔ ایک ”ولایت“ اور دوسرے فقیہ۔ آسان ترجمہ کیاجائے تو یہاں ولایت کا مطلب ہے سرپرستی۔ اور فقیہ سے مراد ہے وہ انسان جو دین کی گہری معلومات رکھتا ہو۔مگر جہاں تک اس کے مفہوم کا تعلق ہے تو مختصر الفاظ میں اس سے مراد یہ ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت کے زمانے میں اگر ایک اسلامی حکومت قائم ہوتو اس کا سربراہ ایک ایسے انسان کو ہونا چاہئے جو اسلامی قوانین سے اچھی طرح واقف ہو اور عادل وشجاع ہو۔

ولایت فقیہ کے مفہوم کی اجمالی وضاحت کے بعد اب یہ مناسب معلوم ہوتا ہے عقلی دلائل کی

روشنی میں مرحلہ بہ مرحلہ اس موضوع کی مکمل وضاحت پیش کی جائے۔

مرحلہ اول: ہر مسلمان، قرآن مجید کو اللہ کی بھیجی کتاب ماننے کے علاوہ اسے قانون کی کتاب بھی مانتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی نہ معلوم کتنی آیات ہیں جو مختلف چیزوں کے قانون یا حکم کو بیان کرتی ہیں مثلاً نکاح اور طلاق سے متعلق بہت سے قوانین۔

دوسرا مرحلہ: ہر مسلمان یہ مانتا ہے کہ قرآن وہ کتاب ہے جو قیامت تک ہماری ہدایت کرتی رہے گی۔ یعنی قرآن کے بیان کردہ قوانین قیامت تک بے معنیٰ اور بیکار نہ ہوں گے۔ وہ ہر زمانے کے لئے آئے ہیں اور ہر زمانے میں ان پر عمل ضرور ہوگا۔

تیسرا مرحلہ: قرآن کے صرف کچھ حصے پر عمل کر کے اور بقیہ کو چھوڑ کر کامیابی اور سعادت حاصل نہیں کی جاسکتی۔ اور ایسا کرنا درحقیقت خود قرآن کے خلاف ہوگا کیونکہ قرآن میں آیا ہے کہ ''یقیناً جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں کے بیچ تفرقہ ڈالنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کچھ (دین) کو تو مانیں گے اور کچھ کو نہیں مانیں گے اور چاہتے ہیں کہ بیچ کا کوئی راستہ نکال لیں، تو حقیقت میں یہی لوگ کافر ہیں''[۳]

چوتھا مرحلہ: قرآن مجید میں ایسے قوانین بھی ہیں جن پر عمل اسی وقت ہوسکتا ہے جب حکومت اسلامی ہو۔ مثلاً قرآن نے کہا ہے کہ'' چور چاہے مرد ہو یا عورت اس کے ہاتھ کاٹ دو۔''[۴] یا پھر آیا کہ'' زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد، دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو''[۵] ظاہر ہے کہ یہ سزائیں تبھی دی جاسکتی ہیں جب حکومت اسلامی ہو۔

پانچواں مرحلہ: کسی قانون کا فائدہ تبھی پہنچتا ہے جب اس پر عمل کیا جائے ورنہ قانون بنانے کا کوئی مقصد و معنیٰ نہیں رہ جاتا۔ نیز یہ بات بھی دنیا کا ہر آدمی خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم مانتا ہے کہ ہر قسم کے قوانین پر عمل کروانے کے لئے کسی انسان یا ادارے کی ضرورت ہوتی ہے جسے اصطلاح میں قوّۂ مجریہ کہتے ہیں۔

اس اعتبار سے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ قرآن مجید کتاب الٰہی ہے اس کا فائدہ تبھی ہوگا جب اس کے قوانین کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

چھٹا مرحلہ: ہر مسلمان یہ جانتا ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے اپنے زمانے میں قرآنی قوانین پر عمل کرنے کی خاطر حکومت قائم کی۔ کیونکہ حضور سرور کائنات اس دنیا میں صرف اس لئے نہیں آئے

تھے کہ لوگوں کو قرآن پڑھ کر سنائیں یا اس کا مطلب سمجھائیں اور اگر ایسا ہوتا تو پھر انہیں ''رسولؐ نہیں بلکہ صرف اورصرف ''معلم'' کہاجاتا،مگر ہم سب مانتے ہیں کہ رسولؐ صرف معلم نہ تھے بلکہ ان کی متعدد ذمہ داریاں بھی تھیں۔

اس مقام پر ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص سورۂ جمعہ کی دوسری آیت کو دلیل بنا کر کہے کہ رسولؐ کا کام آیات کی تلاوت ، تزکیہ نفس اور تعلیم کتاب کے سوا کچھ نہ تھا۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ آیت میں رسولؐ کے صرف چند فرائض کا ذکر ہوا ہے نہ کہ تمام فرائض کا۔ کیونکہ قرآن ہی میں یہ آیت بھی ہے کہ ''اے نبی ! کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے.....''۶ ایک اور مقام پر آیا کہ ''(اے رسولؐ !) آپ ان (مسلمانوں) کے مال میں سے زکوٰۃ لیجئے....'' ۷ اسی طرح مزید ارشاد ہوا کہ '' (اے رسولؐ !) جو قوانین ، اللہ نے نازل کئے ہیں آپ ان کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کیجئے....'' ان آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ جہاد کرنا ، زکوٰۃ جمع کرنا اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنا بھی نبیؐ کی ذمہ داریوں میں شامل تھا۔

یہاں اس بات کا ذکر لازمی ہے کہ اسلام کی نگاہ میں حکومت کوئی بری اور معیوب شئے نہیں۔ اور اگر ایسا ہوتا تو جناب سلیمانؑ جیسا جلیل القدر نبی، اللہ کی بارگاہ میں حکومت کی دعا کیوں کرتا؟!۸ بس شرط صرف اتنی ہے کہ حاکم اور حکومت دونوں کا مقصد سماج میں عدل وانصاف اور امن وچین قائم کرنا ہو۔ چنانچہ قرآن کی طرف رجوع کرنے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اللہ کے جس نبی نے حکومت قائم کی اس کا مقصد اصلی دنیا میں عدل وانصاف قائم کرنا تھا۔ اور اس بات کا اعلان اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بھی کیاہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ ''یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو واضح معجزے دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور انصاف کی ترازو بھیجی تا کہ لوگ انصاف کے لئے اٹھ کھڑے ہوں''۹ دنیا کا کون انسان ہے جو ایسی حکومت کی مخالفت کرے جس کی بنیاد عدل وانصاف پر رکھی گئی ہو؟ سچ تو یہ ہے کہ ایسی حکومت کی باٹ دیکھ رہی ہو جو ہر ایک کو اس کا پورا پورا حق دے سکے۔

ساتواں مرحلہ: بعد کے دور میں امیر المومنین حضرت علیؑ نے بھی حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لی اور ان کا مقصد بھی یہی تھا کہ قرآنی قوانین پر عمل اور ہر طرف عدل وانصاف کا بول بالا ہو۔ اس سلسلہ میں انہوں نے خود بھی فرمایا ہے کہ ''خدا کی قسم ! اگر حق کو قائم کرنا اور باطل کومٹانا میرا مقصد نہ ہو،تو مجھے یہ میری پھٹی جوتی تمہاری اس حکومت سے زیادہ عزیز ہوتی''۱۰

آٹھواں مرحلہ: جس طرح صدر اسلام میں قرآنی قوانین پر عمل کرنے کی ضرورت تھی اسی طرح آج بھی ہے ۔کیونکہ اس سے انکار کا مطلب یہ ہوگا کہ قرآنی قوانین صرف زمانہ پیغمبرؐ اور اس کے بعد کی چند دہائیوں کے لئے تھے اور آج وہ نعوذ باللہ بے معنی ہو چکے ہیں۔ جبکہ ہم ابتدا ہی میں یہ کہہ چکے ہیں کہ قرآن مجید رہتی دنیا تک کے انسانوں کی رہنمائی کے لئے آیا ہے۔لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ اس دور میں بھی کہ جب شیعی عقیدے کے مطابق امام زمانہ علیہ السلام پردۂ غیبت میں ہیں، کسی ایسی حکومت کی ضرورت ہے جو قرآنی قوانین کو عملی جامہ پہنا سکے۔

نواں مرحلہ: اب اگر فرض کرلیا جائے کہ دنیا کے کسی گوشہ میں ایک ایسی حکومت بنتی ہے جس کا مقصد قرآنی آیات پر عمل کرنا ہو تو پھر فوراً ہی یہ سوال پیش آئے گا کہ اس کا سربراہ اور حاکم کون ہوگا؟ کیا ایک ڈاکٹر ہوگا؟ یا پھر ایک انجینئر ؟ یا ایک تاجر؟ ان میں سے کوئی بھی حاکم بن سکتا تھا اگر ہم یہ نہ کہتے کہ وہ ایک حکومت ہوگی۔ لیکن جیسے ہی ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ حکومت اسلامی ہوگی تو اپنے آپ یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ اس کا سربراہ ایک ایسے انسان کو ہونا چاہئے جو اسلامی قوانین سے اچھی طرح آگاہ ہو۔ وہ بھی معمولی آگاہی نہیں بلکہ مہارت کی حد تک پائی جانے والی آگاہی۔ وجہ یہ ہے کہ پہلے تو اسے ان تمام قوانین کو گہرائی سے جاننا، جانچنا اور پرکھنا ہوگا اور جن کا ذکر قرآن مجید اور معصوموں کی سنت میں ملتا ہے اور پھر ان مسائل کا حل بھی قرآن اور سنت کی روشنی میں تلاش کرنا ہوگا جو زمانۂ رسولؐ یا ائمہؑ میں نہ تھے۔ مثلاً زمانۂ رسولؐ میں اسمیک ،کوکین، اور ہیروئین جیسی نشہ آور اشیاء موجود نہ تھیں۔ نتیجتاً ان چیزوں کا نشہ کرنے والے انسان کی سزا کا ذکر بھی قرآن اور حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتا۔ جبکہ دوسری جانب دور حاضر میں ان کا نشہ کرنے والے موجود ہیں۔ اس لئے حاکم کو اس بارے میں کوئی قانون بنانا پڑے گا۔ اور وہ بھی ایسا قانون جو اسلامی نقطہ نظر کے مطابق ہو۔

مجموعی اعتبار سے یہ کہنا پڑے گا کہ حقیقی اسلامی حکومت کی تشکیل کے موقع پر حاکم وقت کا مجتہد اور فقیہ ہونا ضروری ہوگا۔ اس کے علاوہ اس میں عدالت ، شجاعت ، بصیرت اور سیاسی سوجھ بوجھ وغیرہ کا پایا جانا بھی ضروری ہوگا۔ کیونکہ اگر اس میں عدالت نہ ہوگی تو وہ فریب دھوکا دھڑی اور بدکاری کرے گا۔ اور اگر اس میں شجاعت نہ ہوگی تو دشمن کا مقابلہ نہ کرسکے گا۔ اور اگر اس میں بصیرت نہ ہوگی تو وہ مسائل کے بارے میں گہرائی سے سوچ کر ان کا حل نہ نکال سکے گا اور منصوبہ

بندی بھی نہ کر سکے گا۔ اور اگر اس میں سیاسی سوجھ بوجھ نہ ہوگی تو وہ نہ تو حکومتی بندوبست کر سکے گا اور نہ ہی خارجہ پالیسی بنا سکے گا۔

دسواں مرحلہ: جس طرح کی حکومت کی بات اوپر بیان کی گئی اس کے وجود میں آنے کے بعد رعایا کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ اس عادل ، عالم اور بابصیرت حاکم کا حکم مانے، ورنہ حکومت کا مقصد حاصل نہ ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں وہ حاکم تمام لوگوں کی سر پرستی اوران پر ولایت رکھتا ہوگا۔

ان دس مرحلوں کو طے کرنے کے بعد ولایت فقیہ کا موضوع پورے طور پر واضح اور ثابت ہوجاتا ہے۔غور طلب بات یہ ہے کہ ہم نے اپنے اس بیان میں نہ تو کسی بھاری بھرکم عقلی دلیل کو پیش کیا اور نہ ہی کسی طولانی حدیث کا ذکر کیا جس کی بنا پر یہ کہا جاسکے کہ ولایت فقیہ کا موضوع بہت مشکل اور پیچیدہ ہے۔ اور یہ موضوع پیچیدہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ اس کا سیدھا تعلق عوام الناس سے ہے؟!

☆

حوالے:

۱۔ولایت فقیہ یا حکومت اسلامی، امام خمینیؒ ،ص ۵، انتشارات آزادی ،قم

۲۔ولایت فقیہ یا حکومت اسلامی ، امام خمینیؒ ،ص ۵، انتشارات آزادی ،قم

۳۔سورۂ نساء/ ۱۵۰ یا پھر ایک مقام پر قرآن نے ایسے لوگوں کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ" جن لوگوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (یعنی کچھ کو مانا اور کچھ نہیں مانا)" (نحل/ ۹۱) بہر حال ضروری ہے کہ ہر دور میں پورے قرآن مجید پر عمل کیا جائے۔

۴۔سورۂ مائدہ/ ۳۸

۵۔سورۂ نور/ ۲

۶۔سورۂ توبہ/ ۷۳

۷۔سورۂ توبہ/ ۱۰۳

۸۔سورۂ ص/ ۳۵

۹۔سورۂ حدید/ ۲۵

۱۰۔نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۳

☆